تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

مسلمان اور مؤمن

(قرآن اور احادیث کے آئینہ میں)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَ اِنۡ تُطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ثُمَّ لَمۡ یَرۡتَابُوۡا وَ جٰہَدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ (الحجرات:15-16)

یعنی بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ مؤمن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

پھر آگے چل کر فرمایا:

یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡکَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَکُمۡ ۚ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ ہَدٰىکُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ (الحجرات: 17)

کہ وہ تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تُو کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتایا کرو بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی۔ اگر تم سچے ہو (تو اس کا اعتراف کرو)

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفّت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

(درثمین)

معزز سامعین! مجھے آج قرآن اور احادیث کی روشنی میں مسلمان اور مؤمن کی تعریف، مرتبے اور مقام پر کچھ عرض کرنا ہے۔ سورۃ الحجرات میں اسلام اور ایمان کے فرق کو اللہ تعالیٰ نے خوب کھولا اور بتایا ہے کہ ایک پہلو سے اسلام محض لفظی اظہار کا نام ہے اور ایمان دل کی کیفیت بیان کرتا ہے۔

عالم اسلام کے سلگتے ہوئے مسائل میں سے ایک سوال یہ ہے کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ اور کون شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ کیونکہ اسی تعریف کے فرق کے نتیجہ میں کفر کے فتاویٰ کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا ہے جو تھمنے میں نہیں آتا۔ ہر فرقہ کے نزدیک دوسرا فرقہ کافر ہے اور اگر بعض فرقے مل کر کسی کو کافر کہتے ہیں تو دوسروں کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ یہی بات فسادات پنجاب پاکستان 1953ء کی تحقیقاتی عدالت نے بڑے غور و فکر کے بعد لکھی اور یہ بھی ذکر کیا کہ اگر ہم کسی کو مسلمان

کہتے بھی ہیں تو دوسروں کے نزدیک ہم خود کافر ہیں۔ پس تمام مسلمان فرقوں کا اندرونی رشتہ کفر کا ہی ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں غور کرنا ہوگا۔

مسلمان کا لغوی اور بنیادی مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جس نے خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہو۔ اطاعت گزار ہو۔ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکامات اور ارشادات پر زبان سے اقرار نہ کرے بلکہ ان پر دل وجان سے عمل کرنے والا ہو۔ اسلام کے لغوی معنی امن، سلامتی اور اطاعت کے ہے گویا سچا مسلمان اپنے آپ اور دوسروں کے لیے امن وعافیت کی علامت ہوتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اسلام خدا کا دین ہے اور یہ دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی موجود تھا۔ جو لوگ اللہ کے دین پر عمل کرتے رہے وہ مسلمان کہلائے جیسے قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسلمان کہا۔ لیکن آج کل مسلمان سے مراد اسے لیا جاتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کرتا ہو اور یقین رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صرف وہی شخص مسلمان ہے جس کا وجود دوسروں کے لئے منبع امن وعافیت اور سرچشمہ امن وسکون ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے مسلمان کے جان ومال اور عزتیں محفوظ رہیں۔''

(بخاری کتاب الایمان)

اسلام میں داخلے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول ہیں۔ یعنی وہ زبان سے کہے۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ۔ یعنی وہ یہ یقین رکھے کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور خاتم النبیّن ہیں۔ نیز قرآن اللہ کی کتاب ہے اور اس کا ہر لفظ وحرف اللہ کی طرف سے ہے۔ قیامت اور حساب وکتاب یعنی حیات بعد الموت پر ایمان رکھے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، جہاد اور حج (جو حج کی استطاعت رکھتا ہو) کی فرضیت پر ایمان کے علاوہ فرشتوں اور سابقہ انبیاء اور کتب پر ایمان ضروری ہے۔ نیز اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان بھی ایک مسلمان کا خاصّہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اسلام کا نام دیا اور کہا وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ :4) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کیا ہے اور اس کے مادہ (س۔ل۔م) سے اسم اور فعل کے متعدّد صیغوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ قرآن کریم، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں کو عمومی طور پر کافر قرار دیتا ہے۔ لیکن کافر کے مقابلہ پر قرآن دو اصطلاحیں استعمال کرتا ہے۔ مسلم اور مؤمن۔ اسلام عمومی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے یعنی فرمانبرداری اور اطاعت کے معنوں میں جیسے بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:113) یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اُس کا اجر اُس کے ربّ کے پاس ہے۔ اسلام کے یہی اصطلاحی معنے اِس آیت کریمہ میں بیان ہوئے ہیں جن میں اپنے وقت کے تمام نبیوں اور ان کے سچے متبعین کو مسلمان کہا گیا ہے۔ جیسے فرمایا هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا (الحج:79) ترجمہ۔ اس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی اور فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىِٕمِیْنَ وَالصّٰٓىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب:36) ترجمہ۔ یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔

سامعین! قرآن سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے مقابل پر ایمان قلبی واردات کا نام ہے اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ (المجادلۃ:23) یعنی یہی وہ (باغیرت) لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ رکھا ہے جو مسلسل ترقی پذیر رہتا ہے۔ اسی لئے قرآن میں ایمان میں بڑھنے اور بڑھانے کا ذکر کم ازکم 9 بار ملتا ہے مثلاً هُوَ الَّذِیْ

أَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِي قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ (الفتح:5) وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت اُتاری تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں مزید بڑھیں۔ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا (التوبہ :124) پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں تو اس نے ایمان میں بڑھادیا ہے۔

قرآن نے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر رسالت کا ذکر کیا ہے وہاں صرف ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا مطالبہ کیا ہے۔ فرماتا ہے قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا ... فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ الَّذِيۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (الاعراف:159) کہ تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ...پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاجاؤ۔ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا (الفتح:9-10) ترجمہ۔ یقیناً ہم نے تجھے ایک گواہ اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کے طور پر بھیجا۔ تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ پھر فرمایا اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (النور:63) کہ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَكُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِيۡنَ (الحدید :8) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور خرچ کرو اِس میں سے جس میں اُس نے تمہیں جانشین بنایا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سارے قرآن میں مؤمنوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ 89 دفعہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا کہہ کر خطاب فرمایا ہے۔ نیز اَيُّهَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (النور:32) بھی کہا ہے۔ مگر کسی جگہ بھی مسلمانوں کو خطاب نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بہت بڑے دائرہ کے اندر ایمان کے متعدّد دائرے ہیں۔ نچلے درجہ سے اسلام شروع ہوتا ہے جس کے ساتھ ہی ایمان کی پہلی پرت کھلتی ہے اور یہی اسلام، ایمان کی ساری پرتیں طے کرتے ہوئے اسلام کے آخری دائرہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِي السِّلۡمِ كَآفَّةً (البقرہ:209) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اس میں ایمان والوں کو کُلّی طور پر اسلام میں داخل ہونے کا حکم ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ (الأنعام:163) کہا گیا یعنی آپؐ مسلمانوں میں آغاز میں بھی اوّل اور آخری بلند ترین درجہ میں بھی اوّل قرار دیے گئے۔ سورۃ البقرہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمانیات کی تفصیل بھی بیان کر دی ہے اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (البقرہ:286) ترجمہ۔ رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے ربّ کی طرف سے اس کی طرف اُتارا گیا اور مومن بھی ایمان لے آئے۔ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور سورۃ النساء میں ان کے انکار کا نام گمراہی رکھا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيۡدًا (النساء:137) ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی جو اس نے اپنے رسول پر اُتاری ہے اور اس کتاب پر بھی جو اس نے پہلے اُتاری تھی اور جو اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور یومِ آخر کا تو یقیناً وہ بہت ہی دُور کی گمراہی میں بھٹک چکا ہے۔

سامعین! قرآن کریم کی کئی آیات نیکوکاروں کی متعدّد صفات اور مدارج کا ذکر کرتی ہیں اور نیکی کا آغاز ایمان سے کرتی ہیں مثلاً لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرہ:178) ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر۔ اس کے بعد نیک اعمال کا ذکر ہے۔

قرآن میں مؤمنوں کی اَور بھی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں اور اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا (الانفال:5) ترجمہ۔ یہی ہیں جو (کھرے اور سچے مومن ہیں یعنی حقیقی مؤمن کہہ کر ان کے کردار کی نشان دہی کی ہے پس قرآن کی روشنی میں ایک شخص محض اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اللہ اُسے مسلمان کہلانے کا حق دیتا ہے۔ قرآن تو یہاں تک کہتا ہے کہ کوئی سلام بھی کرے تو اس کو غیر مؤمن نہ کہو لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤى اِلَيۡكُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا (النساء:95) ترجمہ۔ جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔

رسول کریمؐ کے نزدیک مسلمان اور مؤمن کی وضاحت؟

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ جب ایمان لاتے اور وہ مسلمان ہوتے تھے۔ تو یہ بات جاننا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے کس بات کا اقرار کراتے تھے، انہیں کیا تلقین فرماتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کیسے ایمان لائے تھے؟ جبکہ اس وقت تک تو صرف سورۃ العلق کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تھیں اور ان میں نبی یا رسول یا قرآن یا توحید کا کوئی لفظ نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں اور دشمنوں سب کی تفہیم یہ تھی کہ آپ نبی ہیں اور توحید کے منادی ہیں۔ پہلی وحی کے بعد ورقہ بن نوفل سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ملاقات ہوئی تو ورقہ نے سارے حالات سن کر کہا وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ، اِنَّكَ لَنَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (سیرۃ ابن هشام جلد 1 صفحہ 238) کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس امّت کے نبی ہوں گے اور حضرت خدیجہؓ نے بھی یہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 408) کہ مَیں گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امّت کے نبی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا۔ فَاَدْعُوْكَ اِلَی اللّٰہِ وَحْدَهٗ وَاِلٰی عِبَادَتِہٖ وَكُفْرٍ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی (سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ 137) کہ مَیں تمہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے اور لات وعُزّیٰ کا انکار کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے اس دعویٰ کو جن لوگوں نے قبول کر لیا وہ مسلم کہلائے اور انکار کرنے والے کافر اور یہ تفریق نبوت کے پہلے دن سے ہوگئی۔ جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا اور مختلف صداقتوں مثلاً فرشتوں، نبیوں اور الٰہی کتب وغیرہ پر ایمان لانے کا اضافہ ہوتا گیا نیز اعمالِ صالحہ کی تفصیل بیان ہوتی گئی تو وہ ایمانیات کا حصہ بنتی رہی۔ اسی لئے قرآن نے ہمیشہ ایمان کو اعمالِ صالحہ سے باندھا ہے اور 50 کے قریب آیات میں آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

مگر اسلام کی بنیادی شرائط اللہ اور رسول پر ایمان ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت بلال کے تمام دکھوں کی وجہ آپ کا احد احد کہنا ہی تھا۔ کئی مکّی صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سیرت کی کتب میں لکھا ہے قَرَءَ عَلَیْهِمُ الْقُرْآنَ فَاَسْلَمُوْا وَشَهِدُوْا اَنَّهٗ عَلٰی هُدًی وَّ نُوْرٍ۔ (سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ:143) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن پڑھا تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور گواہی دی کہ وہ ہدایت اور نور ہے۔

ابتدائی مسلمانوں کے بعد 6 نبوی میں حضرت عمر اسلام لائے جب ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا تو انہوں نے اپنی مسلمان بہن اور بہنوئی سے دریافت کیا کہ اسلام کیسے قبول کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہی فقرات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرائے۔

(سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ 183،184)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا اَیْ عَمِّ، قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ (صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار حدیث 3884) ترجمہ۔ اے میرے چچا! آپ ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مَیں آپ کے حق میں اس کلمہ کو پیش کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی پیغام حج کے موقع پر بھی ہوتا تھا۔ ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے موسم میں قائم ہونے والے بازاروں میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔ کہ اے لوگو! اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

(مسند احمد جلد 25 صفحہ 405 حدیث 16023)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا یَا خَالِ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...قَالَ: فَخَيْرٌ لِي أَنْ أَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد2صفحہ 189)

ترجمہ۔اے خال!تم کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ اس نے کہا اگر مَیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہوں تو میرے لئے خیر ہو گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!ہاں۔

حضرت ثمامہ بن اثالؓ نے جب اسلام قبول کیا تو کہا فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ

(صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث4372)

کہ حضرت ثمامہ بن اثالؓ نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
حضرت جریر کہتے ہیں کہ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
بیعت عقبہ اُولیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 12۔ آدمیوں سے جن الفاظ میں بیعت لی وہ صحابہ کے الفاظ میں محفوظ ہیں۔ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث18) کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ نہ ہی چوری کرو گے، نہ زنا اور نہ ہی اولاد کو قتل کرو گے اور تم دیدہ دانستہ بہتان نہیں باندھو گے اور نہ بھلی بات میں تم نافرمانی کرو گے۔
یہ الفاظ قرآنِ کریم کی سورۃ الممتحنہ میں ہیں جو بعد میں مدینہ میں نازل ہوئی یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ (الممتحنہ:13) ۔اس آیت سے پہلے مؤمنات مہاجرات کے امتحان کا بھی ذکر ملتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ (الممتحنہ:11) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں مہاجر ہونے کی حالت میں آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ یہ امتحان کیسے لیا جاتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں ۔ ان کا امتحان اس طرح ہوتا تھا کہ وہ گواہی دیتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

(تفسیر طبری جلد23صفحہ 328)

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ (صحیح البخاری کتاب الجهاد باب کتابة الامام الناس حدیث 3060) کہ جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو اور ہم (صحابہ) نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے۔ اس سے واضح ہے کہ جو اپنے آپ کو منہ سے مسلمان کہتا ہے وہ ہمارے نزدیک مسلمان ہے۔
ایک صحابی نے جنگ میں ایک ایسے دشمن کو قتل کر دیا جس نے موت کے خوف سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبی اسامة حدیث4269)

ایک اور صحابی نے پوچھا کہ اگر جنگ میں دشمن میرا ہاتھ کاٹ دے اور پھر میرے وار سے بچنے کے لیے دشمن اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ کہہ دے۔ کیا مَیں اُسے قتل کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد وہ مسلمان ہو کر مرے گا اور تُو کافر ہو جائے گا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی غزوہ بدر حدیث4019)

مدینہ میں حضرت عبد اللہ بن سلامؓ حاضر ہوئے اور کہا أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا (عیون الاثر جلد 1 صفحہ 238) یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا اُدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ (صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب وجوب الزکوۃ حدیث 1395) کہ انہیں اس شہادت کی طرف دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں۔

الغرض قرآن کی واضح ہدایات اور سنّتِ رسول اور حدیث و تاریخ اسلام سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسلم کہلانے کے لئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اقرار ہی کافی ہے۔ باقی سب ایمان کے درجات اور مراتب ہیں جس قدر کوئی اعمالِ صالحہ میں ترقی کرے گا وہ ایمان میں بڑھتا چلا جائے گا اور کسی عمل کی کمی کی وجہ سے اُسے کمزور ایمان تو کہا جا سکتا ہے اُسے غیر مسلم یا کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا کوئی ایسا قول یا عمل جس کے ذریعہ وہ اپنے اسلام کا اظہار کرنا چاہتا ہو اُسے بھی قبول کیا جائے گا۔

ایک جنگ میں دشمنوں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے اَسْلَمْنَا (یعنی ہم نے اسلام قبول کیا) کی بجائے صَبَأْنَا صَبَأْنَا (یعنی ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا) کے الفاظ کہہ دیئے مگر حضرت خالدؓ نے ان کی بدنیتی پر محمول کر کے لڑائی جاری رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراضگی فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث 4339)

جنگ کے دوران اگر کہیں سے اذان کی آواز آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم پر حملہ نہ کرتے۔ اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان حدیث 610)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدّد جگہوں پر اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے حقوق و فرائض کا ذکر کیا ہے ان کی مختلف صفات بیان فرمائی ہیں بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث 8) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو سنوار کر ادا کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا) ظاہر ہے کلمہ طیبہ کے بعد نیک اعمال کا ذکر ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ حضرت جبریل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ: الإِسْلاَمُ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا۔ یعنی اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کا شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کے بعد نماز، روزہ اور زکوۃ کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث 50)۔ اسی طرح فرمایا۔

مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ المُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا اللهَ فِي ذِمَّتِهِ (صحیح البخاری کتاب الصلوۃ حدیث 391) یعنی جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کردہ جانور کھائے۔ پس یہ وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی امان ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان ہے۔ سو اللہ سے عہد شکنی مت کرو۔ اس امان کے متعلق جو اس نے دی ہے۔

یہ سب مسلمان کی مختلف علامات ہیں۔ ایک تعریف یہ بھی ہے۔ المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث 10) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ پوچھا گیا أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث 26) کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسی ناپسندیدہ باتوں کا بھی ذکر کیا جن کے حاملین سے آپ نے لاتعلقی کا اظہار فرمایا۔ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مسند الدارمی کتاب البیوع حدیث 2583) یعنی جو ہمیں دھوکہ دے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں پھر فرمایا۔ سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث نمبر 48) کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَقَدْ كَفَرَ (صحیح ابن حبان جلد 4 صفحہ 323) کہ جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا مگر کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عالمِ اسلام سے باہر قرار نہیں دیا اور امت مسلمہ کا تعامل بھی یہی ہے کسی فرقہ نے اپنے بے نمازی یا دھوکہ باز کو باہر نہیں نکالا۔

مؤمن اور مؤمنۃ

مؤمن اور مؤمنۃ ایک عربی اور اسلامی اصطلاح ہے، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں اکثر ہوا ہے، جس کا مطلب ایسے شخص کے ہیں جو خدا کی مرضی کے سامنے مکمل تابعداری رکھتاہے اور اس کے دل میں ایمان مضبوطی سے قائم ہے۔ نیز، یہ مؤمن کا نام اسلام میں خدا کے ناموں میں سے ایک نام المؤمن ہے جو سورۃ الحشر میں آیا ہے۔

مومن کے کام از روئے قرآن

انسان و مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا سب سے پہلا تعلق اپنے ربِ کریم سے ہے کیونکہ وہی ہمارا خالق ومالک ہے۔ قرانِ پاک اور احادیثِ کریمہ میں کئی مقامات پر اللہ کریم پر ایمان رکھنے والے مؤمن کے اَوصاف کا بیان ہے۔ آیئے! قراٰن پاک کی جن آیات میں اہلِ ایمان کو بحیثیتِ مؤمن جو احکام دیئے گئے اور جن آیات میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ان کو دیکھتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو قرآن کے آغاز میں ہی سورت البقرہ آیات 4 سے 6 میں مؤمنوں کو متقیوں کے ساتھ جوڑ کر مؤمنوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ غائب پر، اُس پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس سے پہلے اُتارا گیا اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

مسلمان کے سامنے اللہ کریم کا نام لیا جائے تو ربِ عظیم کے جلال وہیبت سے اس کا دل ڈر جاتا ہے اور جب اس کے سامنے قرانِ کریم کی آیات پڑھی جائیں تو اس کا اپنے رب پر بھروسا اور ایمان مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ (الانفال:2)

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔

مسلمان اللہ کریم کی بارگاہ میں بہت توبہ واستغفار کرنے والا اور ہر نعمت وامتحان پر اللہ کریم کی حمد کرنے والا ہوتا ہے۔ فرمانِ خُداوندی ہے:

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ (التوبۃ:112)

یعنی توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزے رکھنے والے اور رکوع وسجدہ کرنے والے۔

مسلمان اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہ علیہ وسَلَّم کی پیروی میں جب کسی جائز کام کا ارادہ وعزم کرتا ہے تو اللہ کریم پر بھروسہ کرتا اور اس پر مستقیم رہتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے۔

فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ۔ (آل عمران:159)

یعنی جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکّل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں۔

مسلمان کو جب اللہ کریم اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہ علیہ وسَلَّم کا حکم سنایا جاتا ہے اور اللہ ورسول کے فیصلے وحکم کی طرف بُلایا جاتا ہے تو وہ فوراً مانتا اور سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا‌ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (النور:51)

ترجمہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

مسلمان دوجہاں کے آقا صَلَّی اللہ علیہ وسَلَّم کی بارگاہ میں آواز بلند نہ کرنے والا اور نہایت ادب وتعظیم سے کام لینے والا اور اپنے اعمال وایمان کے اکارت جانے سے خوف رکھنے والا ہوتا ہے۔ اللہ کریم کا فرمان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (الحجرات:2)

یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

مسلمان ہمیشہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اور اُن سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے، بلکہ جس لفظ سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی تعظیم کے خلاف ذرا سا شُبہ بھی ہوتا ہو اس سے بھی محتاط رہتا ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ-وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (البقرۃ:104)

کہ اے ایمان والو! راعنانہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

نماز تو مسلمان کے لئے معراج ہے، قراٰنِ کریم میں کثیر مقامات پر نماز کا حکم دیا گیا ہے، مسلمان وقت پر پابندی اور خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربِّ کریم ہے:

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المؤمنون:2)

یعنی جو اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ (المعارج:34)

کہ وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حقیقی مسلمان اللہ کریم کے حکم پر سجدہ ریز ہونے والا، اللہ پاک کی پاکی و تسبیح بیان کرنے والا ہوتا ہے، جب سجدہ کا حکم ہوتا ہے تو تکبّر سے دور رہ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ (السجدۃ:15)

یعنی ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ اُنہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبّر نہیں کرتے۔

مسلمان فرض روزوں کی پابندی کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:183)

کہ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

مسلمان زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (المؤمنون:4)

کہ وہ زکوٰۃ دینے دیتے ہیں۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ کریم کے دیئے ہوئے مال ورزق سے اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:3)

یعنی ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

مسلمان استطاعت پانے کی صورت میں حج کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًاؕ (اٰل عمرٰن:97)

کہ اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے

مسلمان دوسرے مسلمان کا دوست ہوتا ہے۔ وہ انہیں نیکی کی دعوت دیتا اور بُرائی سے منع کرتا ہے۔ اللہ کریم کا فرمان ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍۘ-یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبۃ:71)

کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔

مومن سے مراد کیا ہے؟ کیا مسلمان اور مومن الگ الگ ہیں؟

سامعین! بس لفظِ مؤمن ایمان سے ماخوذ ہے اور لفظِ مسلم اسلام سے۔ ایمان اور اسلام کی تعریفات اور ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان کا تعلق باطن سے ہے اور اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے، یعنی ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی تعلیمات لے کر آئے ہیں انہیں دل سے ماننا اور دل میں ان کی تصدیق کرنا ایمان ہے اور ان پر عمل سے اظہار اسلام ہے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر مالی وبدنی عبادات کا شرائط کے مطابق ادا کرنا۔ بعض نے اسے یوں تعبیر کیا ہے کہ ایمان کا سفر باطن سے شروع ہو کر ظاہری اعمال پر مکمل ہوتا ہے اور اسلام کا سفر ظاہر سے شروع ہو کر باطن پر منتہی ہوتا ہے۔ البتہ جو شخص ظاہر میں ایمان کا اقرار کرے لیکن دل میں ایمان نہ ہو، تو اسے مؤمن نہیں کہا جائے گا، لیکن ظاہری وجہ سے اسے مسلم کہا جائے گا۔ الغرض ہر مومن مسلمان ہوتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ ہر ظاہری مسلمان مومن بھی ہو۔

سامعین! تقریر کے آخر پر ابتداء میں پڑھی جانے والی آیات کی طرف لوٹ کر حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ایک فٹ نوٹ پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں جو آپ نے اس آیت کے نیچے تحریر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اِس آیتِ کریمہ میں ایمان اور اسلام کی وہ ابتدائی تعریف کی گئی ہے جو ایمان کو اسلام سے الگ کر دیتی ہے۔ منہ سے تو ہر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دل میں ایمان ہے لیکن ان کو بتایا گیا ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کے دل میں ایمان نہ بھی ہو اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ہیں جو کفر کی حالت میں ہی مریں گے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے دل میں سردست ایمان داخل نہیں ہوا مگر وہ ظاہری طور پر اسلام قبول کرنے کے بعد بالآخر سچے دل سے مؤمن بھی ہو جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان نصیب کرے۔ آمین

✡✡✡✡